سید محمد معاویہ بخاری

آخری جنگ

عہدِ جدید کی سیاسی وحربی لغت میں جنگ (War) کا لفظ ایک وسیع المعنی اور کثیر الجہتی مفادات ومقاصد کا عنوان بن گیا ہے۔ بالخصوص نائن الیون کے بعد اس کے وسیع معنی کی تشریحات دنیا کے سامنے آنے لگی ہیں۔ لیکن شاید ابھی بھی اس کے متعدد مخفی معنی ومقاصد کی نقاب کشائی ہونا باقی ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ جانتے ہیں کہ ''آرمیگڈان'' یا ''ہرمجدون'' دنیا کی آخری بڑی جنگ کا عنوان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بائیبل میں اس آخری جنگ کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ دین اسلام کے تعلیم کردہ عقیدہ میں بھی اس کا تذکرہ قرب قیامت کی علامات ونشانیوں کے طور پر بیان ہوا ہے جسے ''الملحمۃ الکبریٰ'' کا نام دیا گیا ہے۔ اہل فکر ودانش اس کی کڑیاں نائن الیون کے بعد رونما ہونے والے خوں ریز حالات وواقعات میں تلاش کرنے لگے ہیں۔ ۷/ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر حملے سے قبل امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کے غضب بھرے خطاب میں جب کروسیڈ کا لفظ بولا گیا تو اسے ''آرمیگڈان'' یعنی ''دنیا کی آخری جنگ'' کے تناظر میں دیکھا جانے لگا۔ ۲۰۰۳ء میں پوری دنیا کی تنقید اور چین، روس اور فرانس کی سخت ترین مخالفت کے باوجود جب عراق پر حملہ کر دیا گیا تو آخری جنگ ''ہرمجدون'' یا ''الملحمۃ الکبریٰ'' کے تصور کو نہ صرف مزید تقویت حاصل ہوئی بلکہ برملا کہا جانے لگا۔ ''واراون ٹیرر'' دراصل آرمیگڈان ہی کا دوسرا نام ہے۔ جو حقیقت میں آغاز ہو چکی ہے۔ خود امریکی دانشوروں کے نزدیک بھی یہ دنیا کی آخری جنگ ہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ موجودہ صدر بش اور ان کے والد بش سینئر کے الفاظ کو سمجھنا چاہیے۔ جس میں انہوں نے افغانستان اور عراق جنگ کے دونوں مواقع پر اسے خیر وشر کی جنگ قرار دیا جبکہ اس سے پہلے امریکہ کی جنگ کو کسی بھی امریکی سربراہ نے خیر وشر کی جنگ کے عنوان سے منسوب نہیں کیا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امریکی پالیسیوں سے اختلاف رکھنے والا ایک بڑا عالمی طبقہ خیر وشر کی جنگ کو اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز سمجھتا ہے۔ مغرب کے بنیاد پرست عیسائیوں کے مطابق دنیا کی آخری جنگ بنی نوع انسان کو بہرحال آرمیگڈان (''الملحمۃ الکبریٰ'') کی طرف لے جائے گی۔ ان کے پاس مضبوط دلیل یہ ہے کہ موجودہ صلیبی جنگ کا آغاز کرنے والے امریکی صدر بش اور ان کے حامی وساتھی بنیاد پرست عیسائی ہیں۔ عالمی سیاسی وحربی تاریخ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ عراق پر امریکی اور اس کے اتحادی عیسائی ممالک کے حملے کا اصل مقصد عالم اسلام کے قدرتی وسائل (تیل وگیس) پر قبضہ کرنا بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات غیر منطقی نہیں کہ ساری دنیا کی مخالفت کے ماحول میں امریکہ کو اس قبضے کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہوں گے؟ اس لیے برملا کہا جا سکتا ہے کہ واراون ٹیرر کی آڑ میں تیل پر قبضے کا منصوبہ ایک حقیقت ہو سکتا ہے مگر مکمل حقیقت نہیں۔ مکمل حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمیں موجودہ امریکی صدر بش اور ان کے والد بش سینئر کی طرف سے اپنی جنگ کو خیر وشر کی جنگ قرار دینے والے بیانات یاد کرنا ہوں گے۔ دین اسلام نے بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت ویہودیت کے خلاف ان کی آخری

جنگ کو خیر وشر کی جنگ کے عنوان سے ہی بیان کیا ہے۔ چنانچہ عیسائی دنیا کا عقیدہ ہے کہ حالیہ جنگ کے بنیادی مقاصد میں عالم اسلام کی مکمل تسخیر اور وسیع عیسائی سلطنت کے دوبارہ قیام کا منصوبہ سرفہرست ہے۔

گزشتہ چار برسوں کے دوران مغربی پریس میں شائع ہونے والے مختلف رپورٹوں سے بھی اسی منصوبہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ عراق جنگ کا آغاز اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ بنایا جائے گا اور وہاں چار نئی عیسائی اور تین نئی مسلمان ریاستیں بنائی جائیں گی۔ ۲۰۰۲ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق عیسائی ریاستیں جنوبی سوڈان، شمالی مصر (قبطی ریاست) اور جنوبی لبنان پر مشتمل ہوں گی۔ مشرق وسطیٰ کی صورت حال پر گہری نظر رکھنے والے تجزیہ نگار سوڈان کے صوبہ ''ڈارفر'' میں عیسائی اقلیت کی شورشوں اور امریکہ ومغرب کی پشت پناہی کے علاوہ ان کی جانب سے سوڈان حکومت کو گھٹنے ٹیک دینے کی دھمکیوں کو اسی تناظر میں دیکھتے ہیں۔ اسی طرح لبنان کے سابق وزیراعظم رفیق الحریری کے قتل کے الزام میں شام کے خلاف مقدمہ تیار ہو چکا ہے اور رفیق الحریری قتل کیس کی رپورٹ ان دنوں سلامتی کونسل میں سماعت کے مرحلوں سے گزر رہی ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اس رپورٹ کی روشنی میں امریکی تحقیقاتی اداروں کی معاونت سے تیار ہوئی ہے۔ اس کے نتائج شام کے خلاف عسکری کارروائی کی صورت میں رونما ہوں گے۔ دوسری طرف ایران کے گرد بھی گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے اور صدر بش متعدد بار اپنی تقریروں میں ایران کو شر کی علامت قرار دے چکے ہیں اور اس کے خلاف بھی فوجی کارروائی شروع ہونا خارج از امکان نہیں ہے۔ جبکہ مصر کی قبطی ریاست کے لیے بھی صدر حسنی مبارک کو دباؤ میں رکھا جا رہا ہے۔ تین نئی مسلم ریاستوں کے قیام کا منصوبہ بھی کم وبیش قریب التکمیل ہے۔ عراق کے شمال میں کرد ریاست کے قیام کے لیے ترکی کو یورپی یونین میں شمولیت کا لالی پاپ دے کر خاموش کرانے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کرد ریاست کے قیام سے ترکی اور ایران غیر محفوظ جبکہ عراق تقسیم ہو جائے گا۔ اسی طرح عراق میں شیعہ سنی تنازع کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے اور جس کا اختتام بہر حال ایک عراقی شیعہ ریاست کے قیام پر ہی ہوگا۔ یہ مسلکی تنازعہ صدیوں سے موجود تھا مگر اس کی نوعیت جس طرح تبدیل کر دی گئی ہے یا مسلسل کی جا رہی ہے۔ دنیا بھر کا میڈیا اس کی تفصیلات کم وبیش روزانہ بیان کر رہا ہے۔ تیسری ریاست سعودی عرب کے مشرقی حصہ پر مشتمل ہوگی اور اس کے لیے بھی پوری شدومد کے ساتھ کام جاری ہے۔ سعودی عرب کو دہشت گردوں کی حمایت اور انسانی حقوق کی پامالی کے الزامات کا سامنا ہے اور عالمی سازش گر ایسے افراد کی ایک بڑی کھیپ تیار کر چکے ہیں جو مستقبل قریب میں بغاوت کے بعد اس نئی ریاست کا اعلان کر دیں گے۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ اس آخری آخری جنگ کے ذریعہ ہی ایشیاء میں تیل کے ذخائر پر قبضہ کیا جائے گا۔ جس سے ایشیائی ممالک کی باقی ماندہ اقتصادی آزادی بھی مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ جنوبی ایشیاء میں پاکستان دنیا کی واحد اسلامی مملکت ہے جو ایٹمی صلاحیت کی حامل ہے۔ عالمی سازش گروں کا اوّلین نشانہ ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر کو منظر سے ہٹایا جانا بھی اسی منصوبے کا حصہ ہے۔ جس کے تحت آنے والے دنوں میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام مقاصد واقدامات بنیاد پرستوں کے نزدیک آسمانی پیش گوئی کی

تکمیل کے بنیادی اہداف ہیں۔

معروف صحافی و تجزیہ نگار جناب عبیداللہ قادری صاحب اپنے ایک مضمون میں جو ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی 'اشاعت ۱۹ تا ۲۵ ستمبر ۲۰۰۲ء میں بعنوان ''آرمیگڈان......دنیا کی آخری جنگ'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''پچھلے دنوں مشہور امریکی مصنف ''گریس ہال سیل''(Greas Hall Cell) کی کتاب "Forcing God's Hand" میں امریکہ کے بنیاد پرست عیسائیوں کے عقائد اور مقاصد پر ایک تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے۔ان عقائد سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسرائیل کا تحفظ اور اس کی وسعت صرف یہودی عقیدہ نہیں بلکہ بنیاد پرست عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ صرف اس حد تک نہیں ہے بلکہ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے ہیکل کی تعمیر بھی اس عقیدے کا لازمی حصہ ہے اور یہ بنیاد پرست سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا اصل مقصد یہودی بادشاہت کا قیام ہے۔ان کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت میں مسجد اقصیٰ ایک بڑی رکاوٹ ہے۔امریکہ میں بنیاد پرست عیسائی ''ڈسپنسیشنلسٹ''(Dispensationalist) کہلاتے ہیں۔''ایوانجیکل چرچ'' کے پیروکار بھی بنیاد پرست ہیں اور امریکہ میں ان بنیاد پرستوں کی تعداد ۵ سے ۷ کروڑ کے درمیان ہے۔یہ بڑی شدت سے ''آرمیگڈان'' کے منتظر ہیں' جس میں ان کے مطابق ۳/ارب لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ایک بنیاد پرست مبلغ ''جیری فال ویل'' ٹی وی پر تبلیغ کرتے ہیں کہ ہم سب سے آخری نسل کا حصہ ہیں۔یہ معرکہ ہمارے بچوں کی زندگی میں ہوگا۔۱۹۹۸ء میں (شائع شدہ ہفت روزہ امریکی جریدے)''ٹائم'' کے مطابق ۹۱ فیصد امریکی یہ سمجھتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں دنیا تباہ ہوجائے گی۔اس وقت امریکہ میں ۹۰ سے زیادہ ٹی وی چینل اور درجنوں ریڈیو اسٹیشن بنیاد پرست پادریوں کی تقریریں نشر کرتے ہیں جو دنیا کی تباہی کا عقیدہ پیش کرتے ہیں۔ایک ہزار بائبل چرچوں میں اس نظریہ کی تبلیغ ہورہی ہے اور اُن کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔اس نظریہ کو ماننے والوں میں حکمران طبقے کے بااثر افراد بھی شامل ہیں۔۱۹۸۳ء میں اس وقت کے امریکی وزیر دفاع ''کیسپر وائن برگر'' نے کہا تھا کہ میرا یقین ہے کہ ''بک آف ایوی ایشن'' کے مطابق دنیا ختم ہورہی ہے۔اس عقیدے کے ماننے والے بعض اوقات خودکشی یا دہشت گردی بھی کرتے ہیں مثلاً ''اوکلوہاما'' میں فیڈرل عمارت پر بم سے حملہ کرنے والا ''ٹموتھی میک ویو'' یہ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ درخت بھی مت لگاؤ۔اس کا کوئی فائدہ نہیں نہ ہی اب مہلت رہی ہے۔پنٹی کوسٹل اور ساؤتھ بیلپمنٹ چرچ بھی اس عقیدے کو اپنا رہے ہیں۔بنیادی طور پر اس عقیدے کو سب سے زیادہ اپنانے والے ''ایوانجیکل ازم'' کے لوگ ہیں جو ایک چوتھائی امریکیوں کا مذہب ہے۔

آرمیگڈان کی جنگ کے بارے میں ان بنیاد پرستوں کا عقیدہ ہے کہ فلسطین (اسرائیل) میں ''میگوڈو'' کے مقام پر ہوگی۔صدر ریگن نے ۱۹۸۳ء میں اسرائیلی رہنما سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''آرمیگڈان'' کی علامتیں موجود ہیں ہیں۔شاید ہم ہی وہ نسل ہیں جو یہ جنگ دیکھے گی۔۱۹۸۱ء میں ریگن نے عیسائی پادریوں سے ملاقات میں کہا تھا کہ سلطنت روما کی تجدید نو ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم کو غارت کرنے والوں پر حملہ کریں گے پھر ''آرمیگڈان'' کی جنگ ہوگی اور

یروشلم سے ۲ سومیل تک خون بہے گا۔ سلطنت روما کی تجدید نو سے مراد یورپ کا اتحاد ہے' بنیاد پرست کہتے ہیں کہ آرمیگڈان کی جنگ ایٹمی ہوگی۔ اس جنگ میں دونوں طرف سے ایٹمی اسلحہ استعمال ہوگا اور پہلا وار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے اور ایٹم بم چلائیں گے۔ اس جنگ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی کرسی پر پہنچیں گے (یعنی یہودی ریاست کی تکمیل کریں گے) یورپی اتحاد بھی آرمیگڈان کا تقاضا ہے۔ اس اتحاد کا آغاز ۱۹۴۸ء میں ہوا تھا۔ آج مغربی یورپی یونین بنی ۔۱۹۴۹ء میں یہ اتحاد جنگی شکل اختیار کر گیا اور نیٹو تباہ ہوگیا۔ اب یورپی یونین بہت وسیع ہوگئی ہے۔

بنیاد پرستوں کے ان گمراہ کن عقائد کا آغاز ''اسکوفیلڈ'' کی بائبل سے ہوا جس کے بعد بنیاد پرست مسیحی یہودیوں کا ضمیمہ بن کر رہ گئے ہیں۔ ''اسکوفیلڈ'' بائبل نے یہ عقیدہ دیا کہ اسرائیل کا قیام لازمی ہے اور اگر عیسائی چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلد آجائیں تو انہیں کچھ اقدامات کرنا ہوں گے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد مقدر نہیں بلکہ عیسائیوں کے کچھ اعمال سے مشروط ہے۔ ''اسکوفیلڈ'' نے ان اقدامات میں بڑی خوبصورتی سے یہودیوں کی حمایت کو شامل کیا ہے۔ یہ بائبل سب سے پہلے ۱۹۰۹ء میں چھپی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ آرمیگڈان کی جنگ جیتنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تخت داؤد پر پہنچیں گے۔ اس بائبل کے عقیدہ رکھنے والے کے مطابق خدا کے پاس عیسائیوں کے لیے ایک جنتی منصوبہ ہے اور یہودیوں کے لیے ایک ارضی منصوبہ۔ تاہم خدا کے پاس مسلمانوں کے لیے کوئی منصوبہ نہیں ''اسکوفیلڈ'' کو ماننے والے ''ڈسپنسینلسٹ کی بائبل'' اصل بائبل کی اس تعلیم کی نفی کرتی ہے کہ خدا کی رحمت سب کے لیے ہے۔ ''اسکوفیلڈ'' کے مطابق خدا کی رحمت صرف یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے ہے۔ اس بائبل نے مسیحت کو یہودی کا یرغمال بنا دیا ہے اسی کے مطابق مرکزیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہیں بلکہ یہودیوں اور اسرائیل کو حاصل ہے اور یہ کہ خدا کی اولین ترجیح عسائیت نہیں بلکہ یہودی ریاست ہے یہاں تک کے خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپسی کی اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک یہودی اپنے زمینی فرائض ادا نہیں کر لیتے یہ بات بائبل میں کہیں نہیں ہے مگر ''اسکوفیلڈ'' کی تعلیم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی یہودی بادشاہت کے لئے ہوگی اور وہ قدیم عہد نامے کی عبادت کو فروغ دیں گے حالانکہ بائبل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دائمی بادشاہ ہیں ''اسکوفیلڈ'' کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم کی قیدی عبادت گاہ پہنچیں گے جو اس وقت موجود نہیں ہے (اس کی جگہ پر مسجد اقصیٰ ہے) بنیاد پرست پادری عیسائیوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اس ملک یعنی یہودی مقاصد کو مان لیں تو انہیں برکتیں ملیں گی ،اس فرقے کے ۸۰ ہزار پادری ہیں۔ ان کے پاس ایک سوٹی وی چینل ہیں اور بڑی بڑی تعلیم گاہیں بھی ہیں۔ یہ بائبل ''سائرس اسکوفیلڈ'' نے لکھی تھی جو ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۲۱ء میں امریکہ میں مر گیا۔ ۱۸۷۹ء میں اسے جعل سازی کے تحت ''سینٹ لوئی'' میں قید کی سزا ہوئی۔ اس سزا کے بعد وہ مذہبی بن گیا۔ ماضی میں عیسائیوں نے کبھی یہودی کارناموں سے رومانوی محبت نہیں کی۔ یہ ''اسکوفیلڈ'' کا اعجاز ہے کہ اب ایسا ہو رہا ہے۔

جمی کارٹر نے کہا کہ اسرائیل بائبل کی تکمیل اور حاصل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے لیے ضروری ہے کہ ''قبۃ الصخریٰ'' ،مسجد اقصیٰ گرادی جائے۔ بنیاد پرست کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ کے فرمان کے مطابق ہے اور یہودیوں کو

عیسائیوں سے مل کر مسجد اقصیٰ گرا کر ہیکل سلیمانی بنانا چاہیے۔ مقدس جنگ کے لیے اس مسجد کو گرانا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان مسجد شہید ہونے پر بھڑک اٹھیں گے پھر جنگ ہوگی پھر ہیکل بنے گا۔ اس مقصد کے لئے ایک امریکی عیسائی عورت "ٹیری روزن ہودا'' نے ''یروشلم ٹمپل فاؤنڈیشن'' بنائی ہے جس کا مقصد ہیکل کی تعمیر ہے وہ اس مقصد کے لئے تقریریں بھی کرتی ہے۔ اسرائیل میں ہیکل کی تعمیر کے لیے سرگرم یہودی فاؤنڈیشنوں کو سب سے زیادہ رقم امریکہ سے آتی ہے۔ کچھ برس قبل چھپنے والی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ صحائف کی پیش گوئی پوری ہوئی اور اسرائیل کا اقتدار اور اس کی قیادت عیسائیت کے ہاتھ آ گئی ہے۔ امریکی یہودی رہنما ''لیلک اسنک'' کا کہنا ہے کہ بنیاد پرست عیسائیوں اور یہودیوں میں اتحاد ہونا چاہیے۔ امریکی ریاست ''کولوریڈو'' کے شہر ''ڈینور'' کا مسیحی بنیاد پرست رہنما ''ڈگلس کریگلر'' مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے چندہ اکٹھا کر رہا ہے۔ ڈگلس کا کہنا ہے کہ خود خدا بھی طاقتور اور جنگجو اسرائیل کا حامی ہے۔ یہ انکشاف بھی اہم ہے کہ ۱۹۸۲ء میں جب موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم ''شیرون'' نے لبنان پر حملہ کر کے دو لاکھ مسلمان شہید کیے تو امریکہ کا بنیاد پرست پادری ''پیٹ رابرٹسن'' اسرائیلی جیپ میں سوار ہو کر اس حملے میں شریک تھا، امریکی شہری یہودیوں نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا، امریکی قانون کے مطابق امریکی یہودی اسرائیلی فوج میں رضا کارانہ شامل ہو سکتے ہیں۔ بنیاد پرست پادری ''فال ویل'' کا کہنا ہے کہ ہر عیسائی کو چاہیے کہ اسرائیل کی حمایت کرے۔ اگر ہم اسرائیل کو تحفظ نہ دے سکے تو ہم خدا کے آگے اپنی اہمیت کھو دیں گے۔ ''فال ویل'' نے ۱۹۶۷ء میں اسرائیل جا کر اعلان کیا کہ خدا امریکہ پر مہربان ہے محض اس لیے کہ امریکہ یہودیوں پر مہربان ہے۔ ان عقائد اور منصوبوں سے بش کی حالیہ ''کروسیڈ'' کے مقاصد سمجھ میں آ سکتے ہیں اور اچھی طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ جنگ محض تیل کی نہیں، بش کے مذہبی عقائد کی جنگ بھی ہے۔ پاکستان سمیت عالم عرب اور وسط ایشیاء جس کی زد میں ہیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

26 جنوری 2006ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961